درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی أدب الخادم

خادم کو ادب دینے کا بیان

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبدالله عن سفیان عن أبی هارون العبدی عن ابی سعید قال: قال رسول الله ﷺ : إذا ضرب أحدکم خادمه فذکر الله فارفعوا أیدیکم "وأبوهارون العبدی اسمه عمارة بن جوین. وقال یحیی بن سعید: ضعف شعبة أبا هارون العبدی قال یحیی وما زال ابن عون یروی عن ابی هارون حتی مات.

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارتا ہو پھر وہ خادم اللہ تعالیٰ کا نام لے لے تو تم اپنے ہاتھوں کو (اس کے مارنے سے کھینچ کر) اٹھالو۔

اور ابوھارون عبدی جو ہے ان کا نام عمارہ بن جوین ہے اور یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ شعبہ نے ابوہارون کو ضعیف قرار دے دیا ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ ابن عون مرتے دم تک ابوہارون سے روایت کیا کرتے تھے۔

اپنے ماتحتوں کی نگرانی کرنا اور ان کو ادب دینا اسلامی فریضہ ہے:

پہلے باب میں خادم، غلام اور نوکر کو گالی دینا اور ان کے زدوکوب کرنے کی ممانعت ذکر ہوئی۔ اس باب میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ تربیت اور تادیب کے طور پر مارنا بھی جائز ہے۔ غلام، خادم، شاگرد اور مرید یا بیوی، بچوں کو ادب دینا بھی لازمی امر ہے۔ اور اسی تادیب کے لئے کبھی کبھی تھوڑا بہت مارنا بھی ضروری ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اپنے عیال سے ادب کی لاٹھی نہ اٹھانا۔ لہٰذا آقا، استاذ، پیر، باپ، اور شوہر کو یہ حق حاصل ہے۔ دین اسلام چونکہ دین اعتدال ہے، ہر چیز میں میانہ روی، عدل وانصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ اس وجہ سے پہلے باب میں بڑے طبقے آقا وغیرہ کو

اپنے مملوکوں اور خادموں کے بارے میں خوف الٰہی دلا کر ان کے ساتھ نرمی کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اور اس باب کا حاصل یہ ہے کہ تأدیب کے لئے مارنا بھی جائز ہے لیکن جب وہ خادم وغیرہ اپنے کو بچانے کی خاطر اللہ تعالیٰ کا نام یاد کرلے تو پھر ان کے مارنے سے ہاتھ اٹھالو۔ نیز مارنے میں بھی اپنے جذبات پر چلنا شرعاً ناپسندیدہ عمل ہے' چنانچہ سر اور چہرے پر مارنا جائز نہیں ہے۔ نیز اس طرح مارنا بھی جائز نہیں جس سے جسم کو زخم لگ جائے۔ درر

سندی بحث:۔

احمد بن محمد یہ احمد بن محمد بن موسیٰ المروزی ہے۔ ثنا عبد الله یہ عبداللہ بن مبارک ہیں جو کہ حدیث کے مشہور امام ہیں۔ عن سفیان یہ حضرت سفیان ثوری ہیں' یہ بھی مشہور ہیں۔

عن أبي موسى هارون العبدي ۔ ان کا نام عُمارہ بن جوین ہے۔ جوین صیغہ تصغیر کے ساتھ ہے یہ راوی اپنے اسم کنیہ ''ابوہارون'' کے ساتھ مشہور ہے۔ بعض نے ان کو متروک کہا ہے۔ اور بعض نے ان کی تکذیب کر کے انہیں شیعی قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ دارقطنی نے کہا ہے کہ لوگ اس کو خارجی اور شیعی قرار دیتے ہیں۔ پس اس کی وہ روایت معتبر ہوگی جو حضرت سفیان ثوریؒ اس سے روایت کرتے ہیں۔

امام احمد نے فرمایا ہے ''ليس بشيء'' اور امام ترمذیؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت شعبہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے:

اللہ تعالیٰ کے نام کا ادب کرنا لازمی ہے:

یعنی جب تم اپنے کسی خادم کو مار رہے ہو اور اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرے تو تم اس کے مارنے سے رک جاؤ۔ مثلاً وہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے کہ اے اللہ تو میری مدد کر۔ تو مجھے بچا۔ یا اللہ تعالیٰ کا واسطہ تمہیں پیش کر کے جان چھڑانا چاہے۔ مثلاً کہے اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھے نہ مار۔ اللہ کے واسطے مجھے چھوڑ دے۔ تو اللہ کے نام کی تعظیم کی وجہ سے اب اس کو چھوڑنا اور اس کے مارنے سے رک جانا لازمی ہے۔

باب ماجاء فی العفو عن الخادم

خادم کو معاف کرنے کا بیان

حدثنا قتيبة ثنا رشدين بن سعيد عن أبي هانئ الخولاني عن عباس بن جليد الحجري عن عبدالله بن عمر قال: جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال:

یارسول الله کم أعفوا عن الخادم؟ فصمت عنه النبی ﷺ ثم قال یارسول الله کم أعفوا عن الخادم؟ قال: کل یوم سبعین مرة..... هذا حدیث حسن غریب، ورواه عبدالله بن وهب عن ابی هانی الخولانی بهذا لاسناد نحوهذا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا تو کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے خادم کو کتنی معافی دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔اس شخص نے پھر کہا' اے اللہ کے رسول ﷺ میں خادم کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ایک دن میں ستر مرتبہ۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔اور اس حدیث کو عبداللہ بن وہب نے ابو ہانیٔ الخولانی سے اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدثنا قتیبه ثنا عبدالله بن وهب عن أبی هانئ الخولانی بهذا الاسناد نحوه وروی بعضهم هذا لحدیث عن عبدالله بن وهب بهذا الاسناد وقال عن عبدالله بن عمرو۔

حاصل ترجمہ: یعنی گزشتہ روایت حضرت قتیبہ نے رشدین بن سعد عن ابی ھانیٔ الخولانی الخ کی سند سے نقل فرمایا' اور اس روایت میں یہی حدیث حضرت قتیبہ نے عبدالله بن وهب عن أبی هانئ الخ کی سند سے نقل کی ہے۔

<u>وروی بعضهم الخ:</u>

یعنی بعض نے اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ عبداللہ بن وہب سے روایت کی ہے لیکن اس میں عبداللہ بن عمر کی جگہ عبداللہ بن عمرو (واؤ کے ساتھ) ذکر ہے۔

<u>نامناسب سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہے:</u>

فصمت عنه النبی ﷺ: یعنی اس شخص نے جب رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا کہ کتنی حد تک معافی کروں خادم کو' تو رسول اللہ ﷺ ان کو جواب دینے سے خاموش رہے۔اس خاموشی کی وجہ یا تو یہ تھی کہ جناب رسول اللہ ﷺ جواب دینے کے لئے وحی کا انتظار کر رہے تھے۔اور یا اس خاموشی کی وجہ یہ تھی کہ یہ سوال جناب رسول اللہ ﷺ کو پسند نہ آیا۔کیونکہ یہ تو مندوب اور مستحب امور میں سے ہے جتنا زیادہ ہوا تنا ہی اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔اس کے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ مثلاً کوئی یہ پوچھے کہ کتنا صدقہ کروں؟ کتنے نوافل پڑھوں وغیرہ۔کیونکہ یہ معلوم ہے کہ نفل پڑھنا ثواب ہے' اور نفلی صدقہ ثواب ہے' کوئی جتنا زیادہ کرسکتا ہے تو کرے اس میں پوچھنے کی ضرورت نہیں۔لیکن جب انہوں

نے مکرر سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

کل یوم سبعین مرۃ: یعنی روزانہ ستر مرتبہ خادم کو معاف کیا کرو۔ ظاہر ہے کہ دن میں ستر مرتبہ اگر کوئی اپنے خادم کو معاف کرے تو اس خادم کو کبھی جھڑکنے اور مارنے کی نوبت نہ آئے گی۔ رسول اللہ ﷺ نبی الرحمۃ ہیں۔ نوکر، ملازم، خادم اور ماتحت طبقہ کے ساتھ کتنے اچھے برتاؤ کی تعلیم دیتے ہیں۔

علماء اور طلباء کو چاہیے کہ یہ حقوق لوگوں سے بیان کریں کہ عوام اور مزدور طبقہ آگاہ ہو جائے کہ دین اسلام میں ان کے حقوق کا کتنا تحفظ کیا گیا ہے۔

باب ما جاء فی أدب الولد

اولاد کو ادب دینے کا بیان

حدثنا قتیبہ ثنا یحیی بن یعلی عن ناصح عن سماک عن جابر بن سمرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لأن یؤدب الرجل ولدہ خیر من أن یتصدق بصاع ...... ھذا حدیث غریب ...... وناصح بن علاء الکوفی لیس عن أھل الحدیث بالقوی ولا یعرف ھذا الحدیث الامن ھذا لوجہ۔ و ناصح شیخ آخر بصری یروی عن عمار بن ابی عمار وغیرہ وھوا ثبت من ھذا۔

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: البتہ کسی آدمی کا اپنی اولاد کو ادب دینا، ایک صاع (طعام) کے صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

اور ناصح بن علاء الکوفی اھل حدیث کے نزدیک قوی نہیں ہے اور یہ حدیث اس طریق کے علاوہ کسی دوسرے طریق سے معلوم نہیں ہے۔ اور ایک ناصح ایک دوسرے بصری شیخ بھی ہیں جو کہ عمار بن ابی عمار وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ اس سے زیادہ ثبت ہے۔

نسبی اور روحانی اولاد کی اچھی تربیت کرنا لازمی ہے:

اولاد کے ساتھ سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اچھے طریقے سے ان کی تربیت کی جائے۔ ان کو اسی طرح بے لگام چھوڑ دینا کہ خراب معاشرے سے بری اخلاق و عادات پکڑتے رہیں۔ یہ ان کی حق تلفی ہے اور ان کو ہلاکت کے